دِل کی بات

پاکستان ایک عرصہ سے زندگی کی اداس راہوں پر گامزن ہے ۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ روزِ اوّل سے ہی اقتدار پر ایسے لوگ قابض ہیں جو بنیادی طور پر صرف اقتدار پرست ہیں اور پاکستان کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں ۔ جس طرح ایک جاگیر دار اپنی جاگیر کے باسیوں کے ساتھ "حُسنِ سلوک" کرتا ہے ویسا ہی سلوک یہ مقتدر لوگ مسلسل کرتے چلے آرہے ہیں ۔ پھر ستم یہ کہ یہ لوگ جہاں مغربی تہذیب کی حشر سامانیوں سے آشنا ہیں وہاں دینی تہذیب سے یکسر کورے ہیں ، عوام اور خواص میں انہی کے اعمال و افعال مقبولیت پانے اور سند کا درجہ رکھتے ہیں ۔ اگر اکا دکا کوئی شریف النفس انسان اقتدار کی اس سیکولر بھیڑ میں کبھی کبھار شریک کرلیا گیا تو اسے چین نہ لینے دیا گیا اور وہ بے موت مارا گیا ۔ جس کی زندہ مثال جناب عبدالستار خان نیازی ہیں ، اور ماضی میں سردار عبدالرب نشتر مرحوم !

پاکستان میں درآمدہ نظامِ ریاست کے حامی اقتدار سے باہر ہوں یا اقتدار پر قابض دونوں سیکولر اور لبرل ہیں ۔ دونوں کی بولی ایک ہے اخلاق و اعمال میں دونوں ایک ! ان کا اختلاف اگر ہے تو صرف قبضۂ اقتدار کے مسئلہ پر ، جس کا تعلق قوم ملک اور ملکی مسائل سے ہرگز نہیں ہوتا ۔ اور یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ جب مقتدر لوگ اس بودے پن کی زندگی گذاریں اور اس خوفناک حد تک خودغرض ہوں تو ذاتی جاگیر ہو یا مُلک دونوں بکھر جاتے ہیں اور محرومیاں ان کا مقدر بن جاتی ہیں ، اور حیات اجتماعی بے یقینی ، خوف اور مایوسیوں کے غار کا مغز بن کے رہ جاتی ہے ، جس کی اذیت ناک مثالیں مشرقی پاکستان کا المیہ ، اوجڑی کیمپ کا سانحہ ضیاء الحق اور ان کے جیالے ساتھیوں کی ناگاہ موت کا سازشی حادثہ ، پورے ملک کا ڈاکوؤں کی زد پہ آجانا اقتصادی ابتری و معاشی ناہمواری ، اخلاقی زوال ، جنسی انارکی ہیں ۔ لیکن ہوسِ اقتدار میں مبتلا مجرم ان حادثوں سے دوچار ہونے کے باوجود اسلام کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور اس "شغل" کے لئے ان کے امریکی یہودی اور عیسائی مربیوں نے انہیں جو موضوع اور عنوان دے رکھے ہیں وہ آئے دن اخبارات ، رسائل ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بگھارے جاتے ہیں ۔ مثلاً بے پردگی ، زن و مرد کا اختلاط عورت زندگی کے تمام شعبوں میں مرد کے

شانہ بشانہ فلم ۔ ڈرامہ ، تھیٹر ، گیمز ، ناچ گانا ، سیاست ، صحافت ، سیاحت میں عورت کی "کارفرمائی" بہت ضروری قرار دی گئی اور عورت کو گھر سے نکال کر اشتہار بنا کے چوک میں لٹکا دیا گیا ، لیکن صرف غریب کی عورت ! جاگیردار سرمایہ دار یا اقتدار یا بے اقتدار کی عورت نہیں !

دینی عناصر کو گالی دی گئی ان کی شخصیت کو متنازعہ بنایا گیا اور یوں دینی مسائل و معاملات میں مداخلت کی راہ ہموار کی گئی ، فقہ کو ہدف بنایا گیا اور اجتہاد کے خوب صورت نام سے فقہی مسائل کو رد کیا گیا ۔ دیگر حرام کاریوں کے ساتھ ساتھ سود جیسی لعنت کو حلال کہا جانے لگا ہے ۔ کلمہ ، نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ جیسے بنیادی دینی اعمال کے تارک مجرموں کو امت کا صف اول کا راہنما ثابت کیا جا رہا ہے اور انہی کے اعمال و افعال کو قوم کے لئے سند اور حجت کا درجہ دیا جا رہا ہے ۔ مزید برآں یہ کہ جن طبقوں کو دینی اعتبار سے امت کے تمام طبقے کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں (مرزائی و سبائی) وہ ان بے دین وڈیروں کی وساطت سے اپنے آپ کو "مسلمان" ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ۔

قومی نزع کے اس عالم میں بعض علماء اس کا حل پارلیمنٹ میں پہنچنا سمجھتے ہیں اور اسی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کئے جا رہے ہیں جب کہ نصف صدی کے تجربات ان کی اس طفلانہ خواہش کی مسلسل نفی کرتے ہیں مگر انہیں پھر بھی اسی راستہ کی سچائی کا یقین ہے حالانکہ قرآن و سنت کے مطابق اسلام کے علاوہ تمام نظامہائے ریاست "طاغوت" ہیں جن کے خلاف ہمہ جہت جدوجہد کی ضرورت ہے ان نظاموں سے وقتی ضرورت کے تحت مصالحت یا مفاہمت بھی طاغوت کی موافقت ہے ، طبقہ علماء و صوفیاء طاغوت کے ساتھ مفاہمت کے وبال میں مبتلا ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امت جس عذاب میں گرفتار ہے موجودہ سیاست کے شناور علماء بھی اس کا ایک سبب ہیں ، خصوصاً جماعت اسلامی جو سیاسی مفادات بھی حاصل کرتی ہے اور پریشر گروپ بن کے خارج از اقتدار رہ کے اصلاح احوال بھی چاہتی ہے ۔ یعنی جو کام جماعت اسلامی کو اپنے دینی انقلاب کے دعوے کے مطابق خود کرنا چاہیئے وہ برسر اقتدار طبقہ سے اس کا مطالبہ کر رہی ہے اسے سادگی کہا جائے یا خود فریبی ۔

اس کا جواب قاضی شب زندہ دار دے !

ہماری دیانت دارانہ رائے ہے کہ جب تک دینی طبقے اپنی انا اور فروعی اختلافات کے حصار سے باہر نکل کر امت کے درجہ کی حقیقت پسندی کا مظاہرہ نہیں کرتے ۔ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا ۔

آئی جے آئی

ہر چند کہ فرشتوں کا نہیں بلکہ انسانوں کے مختلف گروہوں میں اتحاد ہے لیکن اس اتحاد کی اساس اسلام کا نفاذ ہے اور اس سے انحراف یا اغماض اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں جس طرح مسلم لیگ نے ۱۹۴۸ء میں انحراف کیا اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو مایوسیوں کے اندھیروں کے سوا کچھ نہ ملا تھا ۔ اسی طرح مسلم لیگ نے ۱۹۹۰ء کے اتحاد میں اسلامی جماعتوں کو اپنے اقتدار کے لئے ٹول بنایا مگر اسلام کو کچھ نہ دیا ۔ اگرچہ موجودہ حکومت نے بعض دیگر امور میں اچھی پیش رفت بھی کی ہے مگر اس کا تعلق اتحاد کی بنیاد سے نہیں ہے اقتدار کے مفاد سے ہے اور اسی مفاد پرستی کا نتیجہ غلام مصطفیٰ جتوئی اور غلام مرتضیٰ جتوئی کی علیحدگی بھی ہے ۔ یہ لوگ اگر پی پی کے ساتھ کہیں مل بیٹھے تو اس کی وجہ بھی ان وعدوں سے اغماض ہے جو اساسی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اور جب محض اقتدار ہی "مطلوب ومقصودِ مومن" ٹھہرا تو پھر کسی دوسرے کے لئے اتحادی اساس سے چمٹے رہنا یا اس سے وابستگی کا مطالبہ کرنا بھی تو محض مفاد پرستی ہی ہے جاگیردار اور لبرل ڈیموکریٹ سے اس وفاداری کی توقع ہی عبث اور خود فریبی ہے ۔ آئی جے آئی کی شریک وحلیف پارٹیوں کو وابستہ رکھنے کی صرف دو صورتیں باقی ہیں یا تو جنابِ نواز شریف پلٹ کے دیکھیں اور اساسِ اتحاد کو نکھاریں اور اپنے ماتھے سے بدنامی کا داغ دھوئیں یا جانے والوں کو ان کا مطلوبہ اقتدار کا حصہ عطا فرمائیں کیونکہ ون پارٹی گورنمنٹ کا خواب دیکھنا تو دورِ حاضر میں ممکن ہی نہیں ۔

سندھ

جام خالی ہوا تو لڑھک گیا اور ان کی خالی جگہ پر سندھ کے ایک سید صاحب براجمان ہو گئے کہتے ہیں کہ اتفاق رائے سے ایسا ہوا کہ سید مظفر حسین صاحب پر اپنوں، بیگانوں نے اعتماد کیا ۔ ۱۶ وزیروں اور ۱۳ مشیروں کی سندھی کابینہ نے حلف بھی اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکوؤں نے ٹرین لوٹنے کا تحفہ بھی انہیں پیش کیا ۔ بلکہ یوم قراردادِ پاکستان کی خوشی میں ایک ہی رات میں متعدد مقامات پر تیل اور گیس اور پانی کی پائپ لائنیں بموں سے اڑادی گئیں ۔ سید صاحب! سندھ کا اصل مسئلہ سیاست نہیں بلکہ منافقت ہے ۔ آپ اس سے کہاں تک عہدہ برآ ہو پاتے ہیں اللہ ہی جانتا ہے ۔ مگر اپنے ماحول سے خبردار رہ کے چلنے میں ہی بقا مضمر ہے وڈیروں کے ساتھ مل کے جینے میں فنا ہے ، ماضی بطورِ آئینہ کے سامنے رکھتے ہوئے ۔ وطن وانسانیت کے دشمنوں کی کمین گاہوں کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیں ۔

اور یہ ڈاکو

وزیر آباد کے قریب ٹرین لوٹ لی گئی جی ٹی روڈ پر چھوٹی بڑی پانچ کوچیں لوٹ لی گئیں، بینک لوٹا گیا، دکانیں لوٹ لی گئیں، پٹرول پمپ لوٹ لیا گیا، رمضان پاک میں یہ کام اور مسلمان؟

جس دور میں لٹ جائے غریبوں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سلطانِ پاکستان! آپ سے جو بھول ہوئی ہے اس کی نشان دہی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ اولین فرصت میں اِسلام کے نفاذ کی طرف قدم بڑھائیں!

اُمت آپ کے ساتھ ہے۔

بقیہ از صفحہ ۳۶ سے آگے

نکیے چلے جاتے ہوں۔ بہرحال شاہ جی کے پاس وہ کافی دیر رہیں اور شاہ جی ان سے اسلاف کے حالات سنتے رہے۔ انہوں نے بیعت کی خواہش کا اظہار کیا تو شاہ جی نے رومال ان کے ہاتھ میں دے کر اس کا کنارا پکڑکر ان باعصمت خواتین کو بیعت فرمایا۔ بعد ازاں اپنا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے شاہ جی ان کے ساتھ ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور کچھ وقت وہاں رہے۔ پھر ولی اللّٰہی قبرستان میں بھی حاضری دی اور کافی دیر تک وہاں قیام فرما کر مراقبہ بھی فرمایا۔

بقیہ از صفحہ ۸ سے آگے

تھے۔ حضرت عائشہؓ نے سوال کیا "یارسول اللہ! عبداللہ بن جدعان جاہلیت میں لوگوں سے بہ مہربانی پیش آتا تھا۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ کیا یہ عمل اس کو کچھ فائدہ دے گا"؟ آپ نے جواب دیا۔ "نہیں عائشہؓ! اس نے کسی دن یہ نہیں کہا کہ خدایا قیامت میں میری خطا معاف کرنا"۔[1]

جہاد اسلام کا ایک فرض ہے، حضرت عائشہؓ کا خیال تھا کہ جس طرح دیگر فرائض میں زن و مرد کی تمیز نہیں، یہ فرض عورتوں پر بھی واجب ہوگا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ سوال پیش کیا، ارشاد ہوا کہ "عورتوں کے لئے حج ہی جہاد ہے"۔[2]

نکاح میں رضامندی شرط ہے۔ لیکن کنواری لڑکیاں اپنے منہ سے آپ تو رضامندی نہیں ظاہر کر سکتیں اس لئے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! نکاح میں عورت سے اجازت لے لینی چاہیئے۔ فرمایا "ہاں"۔ عرض کی وہ شرم سے چپ رہتی

(باقی صفحہ ۹ پر دیکھیں)

---

[1] مسند عائشہؓ ص ۶۳ [2] صحیح بخاری باب حج النساء